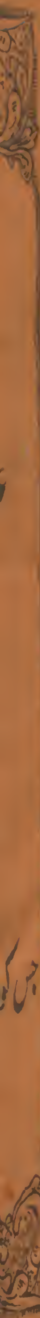

McGill University Library
3 102 831 039 F

= 50 Paisa



فقید الشرق

علامہ سید جمال الدین افغانی

کی

سوانح عمری

جس کو مرزا اسحٰق بیگ اڈیٹر اخبار اقبال نے تالیف کر کے

اپنے پبلک پریس مراد آباد میں

چھاپا اور شائع کیا

قیمت مع محصولڈاک [illegible]

نذر

فقیدُ الشرق علامہ سید جمال الدین افغانی کی
سوانح عمری کو اپنے محب مکرم منشی عبدالقیوم خان حفظہ اللہ
کی علم دوستی کے نذر کرتا ہون۔

نیاز کیش
مرزا اسحٰق بیگ
اڈیٹر جریدۂ اقبال مراد آباد

۱۶ر جون سنہ ۱۹۲۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقید الشرق

سید جمال الدین افغانی

زمانہ گذرتا ہے صدیاں ختم ہوتی ہیں۔ لیکن دنیا کے لوگ اوسی سمت دوڑے چلے جاتے ہیں جسکی طرف اونکی خواہشات نفسانی متوجہ کرتی ہیں۔ اور وہ غور نہیں کرتے کہ حقیقی بہتری اور فلاحیت کن اصولوں میں ہے۔ اور نہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرز عمل کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے نتائج کیا برآمد ہونگے یہاں تک کہ اللہ جل شانہٗ اونہیں میں سے چند افراد کو پیدا کرتا ہے جو غفلت وجمود کے پردون کو اپنی پیہم کوششوں سے اونکی آنکھوں پر سے اوٹھا دیتے ہیں۔ تب لوگ اپنے سامنے ایسے خصوصی اصولوں کو پاتے ہیں جن سے اونہوں نے غفلت کا برتاؤ کرکے نقصانات برداشت کیے۔ اور تباہی وبربادی کے آخری درجہ پر پہنچے۔

یہ افراد جنہوں نے قوموں اور ملکوں پر گران بہا احسانات کیے اور اپنی جد وجہد سے دنیا کو علم وعمل سے روشن کردیا۔ اپنی اپنی نوعیت میں کئی

قسمون پر منقسم ہین۔ بعض ایسے ہیں جنہون نے دنیا مین اکثر انسانون سے جہالت کی تاریکی کو رفع کرکے علم کی روشنی پھیلائی۔ اور بعض ایسے ہین جنہون نے علم اور اوس کے متعلقات کے ساتھ ساتھ ہی لوگون کی علمی اور سیاسی حالت کو درست کر دیا۔ لیکن انسانی طبائع اس طرح واقع نہین ہوئی ہین کہ ان رہنمایان مذکورین سے ایک ہی کی رہنمائی اون کے لئے کافی ہو۔ کچھہ مدت گذر جاتی ہے کہ لوگ ایک کی تعلیمات کو بھول کر اپنی سابقہ حالت پر آجاتے ہین اور ضرورت ہوتی ہے کہ کوئی دوسرا بزرگ پیدا ہو اور لوگون کو صحیح راستہ پر ڈالے۔ چنانچہ یکے بعد دیگرے انسانی زندگی کے ہر شعبہ کی اصلاح کے لئے مصلحان پیدا ہوئے اور انہون نے اپنے مقاصد مین کامیابی حاصل کی۔ جیسا کہ علمائے معقول و منقول سقراط اور افلاطون یا دیگر فلاسفران یونانی۔ رومانی۔ ایرانی اور عربی پیدا ہوئے جن کی جد و جہد سے فضائے عالم مین علوم کی روشنی آجتک پھیلی ہوئی ہے۔

انہی علمائے معقول و منقول مین سے ایک فلاسفر فقیہ الشرق علامہ سید جمال الدین افغانی رحمۃ اللہ علیہ تھے جنہون نے قوم و ملک کی بہت کچھہ علمی و سیاسی خدمات انجام دین اور اس راہ مین بڑی بڑی مشکلات برداشت کین لیکن افسوس ہے کہ جسطرح دیگر ناموران کے کارنامون سے دنیا کے لوگ ناواقف رہے ہین اسیطرح فقیہ الشرق سید جمال الدین افغانی کی سوانحات کیطرف کم توجہ کی گئی۔ بہرحال جو کچھہ حالات ہمین مل سکے ہین اون کو جمع کر دیا گیا ہے امید ہے کہ ناظرین اون سے بہت کچھہ متمتع ہونگے۔

سید جمال الدین افغانیؒ

آپ سنہ [illegible] مین بمقام بیت مشرف (علاقہ کابل) مین پیدا ہوئے

آپکے والد بزرگوار کا نام نامی سید صفدر تھا۔ آپکا سلسلۂ نسب سید علی ترمذی مشہور محدث صاحب کتاب ترمذی سے ملتا ہوا حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ بیت مشرقستان مین جو مقام کنڑ ایک گاؤن تھا اس خاندان کے اکثر افراد رہتے تھے۔ اور تمام افاغنہ اس خاندان کی بوجہ آل رسول ہونے کے بہت کچھ عزت کرتے تھے۔

سید صفدر افغانی سرزمین کی کچھ اراضی کے مالک بھی تھے۔ اور یہی زمینداری اونکی بسراوقات کا ذریعہ تھی۔ امیر عبدالرحمٰن خانصاحب کے والد امیر دوست محمد خان صاحب نے سید صفدر والد سید جمال الدین افغانی سے فرمایا کہ آپ کابل مین تشریف لے آئے اس وقت سید جمال الدین افغانی کی عمر صرف آٹھ سال کی تھی۔ چنانچہ وہ کابل آگئے۔

کابل آکر سید صفدر صاحب نے اپنے بیٹے سید جمال الدین کی تعلیم دلانے مین بڑی جد و جہد کی ابتدائی تعلیم کے بعد تمام علوم بالخصوص مذہبی علوم مین تفسیر حدیث، فقہ، اصول، کلام، تصوف، علوم عقلیہ منطق فلسفہ، سیاسیات الٰہیات حساب۔ ہیئت افلاک، طب، تشریح وغیرہ مین کامل کردیا۔ چونکہ سید جمال الدین ایک ذکی اور فہیم شخص تھے۔ اس لئے ان علوم مین اونہون نے بہت جلد تحصیل وتکمیل حاصل کرلی جبکہ اون کی عمر کے صرف اٹھارہ سال ہی گذرے تھے۔

سید جمال الدین افغانی ہندوستان مین

بعض علوم مثلاً ریاضی کی اعلیٰ تکمیل کے لئے سید جمال الدین افغانی ہندوستان تشریف لائے اور یہان آپنے جدید طرز مین علوم ریاضی کی تکمیل کی اور پھر فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے سنہ ۱۸۵۷ء مین مکہ معظمہ تشریف

لے گئے۔ ہندوستان کے قیام اور دیگر مقامات کی سیر و سیاحت سے آپکو تجربات بہت وسیع ہو چکے تھے کہ کابل پہنچے امیر دوست محمد خان نے سید جمال الدین کی قابلیت اور تبحر علمی اور خصوصی تجربات کو دیکھکر اپنے سلسلۂ نظام حکومت مین مناسب عہدہ پر مقرر کرلیا۔

اسی دوران مین امیر دوست محمد خان نے ہرات کو فتح کرنے کے لئے حملہ کردیا۔ اس جنگ مین سید جمال الدین افغانی امیر دوست محمد خان کے ہمراہ تھے۔ ہرات کا ایک طویل عرصہ تک محاصرہ کرنا پڑا اور بالآخر ہرات فتح ہوگیا۔ لیکن امیر دوست محمد خان کا انتقال ہوگیا۔ اور پھر ولی عہد شیر علیخان ۱۸۶۳ء مین امیر افغانستان بنائے گئے۔ امیر شیر علیخان کو ان کے وزیر محمد رفیق خان نے مشورہ دیا کہ محمد اعظم محمد اسلم محمد امین کو گرفتار کرلیا جائے تاکہ سلطنت کا پورے طور پر تحفظ ہوجائے۔ جب ان تینون کو ان مشورات کی اطلاع ہوئی تو وہ کابل سے بھاگ گئے۔ اور مناسب موقعون پر جاکر پناہ لی۔ سید جمال الدین افغانی نے اس سلسلہ مین محمد اعظم کی مدد کی تھی۔ بعد ازان تینون بھائیون نے اپنے قیام کے لئے افغانستان کے قریبی صوبجات پسند کئے تھے جہان سے وہ امیر شیر علی خان کی مخالفت مین آسانی کے ساتھ کارروائیان کرسکین۔ چنانچہ طرفین کی خود غرضیون کی وجہ سے ملک مین خانہ جنگیون کا دروازہ کھل گیا۔ اور مملکت افغانستان کے چند دعویدار یکے بعد دیگرے کھڑے ہوگئے۔ حتیٰ کہ محمد اعظم خان نے بھی اپنے امیر افغانستان ہونے کا اعلان کردیا اور چونکہ سید جمال الدین افغانی نے محمد اعظم کی مدد کی تھی اور سید صاحب ممدوح اپنی خوش تدبیری قابلیت اور فہم و ذکا مین اپنا مثل سرزمین افغانستان مین نہ رکھتے تھے اس لئے محمد اعظم نے اون کو وزیر اعظم مقرر کرلیا۔ ان مناسب کارروائیون

کے بعد محمد اعظم خان اور امیر شیر علیخان مین ایک عظیم جنگ برپا ہوگئی جسمین اولین مرتبہ فتح محمد اعظم اور امیر عبدالرحمن خان کو حاصل ہوئی۔ مگر آخر مین انگریزی گورنمنٹ نے امیر شیر علیخان کی مدد کی جس کی وجہ سے محمد اعظم اور عبدالرحمن خان کو شکست ہوگئی۔ بالآخر امیر عبدالرحمن خان بخارا کی طرف اور محمد اعظم ایران کی طرف چلے گئے۔ جن مین آخرالذکر نے بمقام نیشاپور وفات پائی۔

سید جمال الدین افغانی کا دوسرا سفر

اب کابل مین صرف سید جمال الدین افغانی باقی رہ گئے تھے جن پر امیر شیر علیخان کی نظرین انتقام کے لئے پڑتی تھین مگر بوجہ اون کے آل رسول ہونے کے اور اس وجہ سے کہ اگر ان پر کوئی زیادتی کی گئی تو ملک مین سید صاحب کا جو احترام اور اعزاز ہے اوس کی وجہ سے کہین بدامنی نہو جائے اس لئے وہ آزادانہ طور پر اون کے خلاف کوئی کارروائی نہین کر سکتے تھے۔ مگر امیر کی خواہش تھی کہ کوئی ایسا معاملہ ظہور مین آجائے جسکے سلسلہ مین عوام کو اون سے بدظن کرکے پورے طور پر محمد اعظم کی طرفداریون کا انتقام لیا جائے۔ لیکن قبل اس بات کے کہ امیر شیر علیخان کو کوئی موقع دستیاب ہو سید جمال الدین افغانی نے ارادہ کر لیا کہ ملک افغانستان کو خیرباد کہدیا جائے۔ چنانچہ انہون نے امیر موصوف سے حج بیت اللہ کی اجازت مانگی مگر امیر نے اون سے یہ شرط منظور کرائی کہ وہ اپنا سفر براہ ایران شروع نہ کرین تاکہ وہ محمد اعظم کے بقیہ ساتھیون سے نہ مل جائین بلکہ وہ حج بیت اللہ کو ہندوستان ہو کر جائین۔ چنانچہ سید جمال الدین افغانی ۱۸۶۹ء مین ہندوستان تشریف لائے۔ گورنمنٹ انگریزی کے حکام نے نہایت تپاک سے اون کا استقبال کیا۔ لیکن اون کو زیادہ لوگون تک

ہندوستان میں قیام کرنے کا موقع نہیں دیا اور نہ باشندگان ہندوستان کو ان سے آزادانہ طریق پر ملاقات کرنے دی اور جب علمائے ہندوستان ملاقات کرتے تھے تو حکومت انگریزی کے نمایندے ان کے ہمراہ ضروری ہوتے تھے الآخر سید جمال الدین افغانی صرف ایک ماہ ہندوستان میں قیام فرماکر ایک جہاز میں سوار ہوئے اور سویز سے گذر کر مصر پہونچے جہاں آپ نے صرف ایک ماہ دس دن قیام کیا۔ جامع ازہر میں تشریف لے گئے طلبائے جامع ازہر نے سید صاحب کی بڑی قدر و منزلت کی اور خواہش کی کہ جناب سید صاحب کچھ تعلیم دیں۔ چنانچہ اس مختصر قیام میں سید صاحب نے شرح اظہار کے چند اسباق طلبا کو دئے۔ جس سے طلبائے ازہر بہت محظوظ ہوئے۔ مگر سید صاحب کا قیام مصر میں زیادہ دنوں مناسب نہیں سمجھا گیا اور پھر آپ قسطنطنیہ تشریف لے گئے۔

سید جمال الدین افغانی قسطنطنیہ میں

آستانہ (قسطنطنیہ) پہنچکر سید جمال الدین افغانی نے کچھ دنوں قیام کیا ہوگا کہ آپ کے علم و فضل اور دیگر قابلیتوں کی شہرت دیگر علمائے قسطنطنیہ میں ہوگئی اور کبیر علما و وزرائے سلطنت عثمانیہ نے آپ کی بے انتہا قدر و منزلت فرمائی۔ حتی کہ وزیر اعظم دولت عثمانیہ عالی پاشا نے آپ سے ملاقات کی اور آپ کی علمی و ادبی قابلیت کا اعتراف فرمایا۔ ان مخصوص مواقع پر بھی سید جمال الدین اپنی عالمانہ سادگی کو ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ قسطنطنیہ کے علما اور وزرائے دولت عثمانیہ جب آپ سے ملاقات فرماتے تو آپ قبا، عمامہ اور چادر زیب بدن کرتے

سب لوگ آپ سے ہر طرح خوش ہوتے اور آپ کے علم و فضل کا حال
دوسرے لوگون کو جا کر سناتے - الامر آپ کے قیام قسطنطنیہ کے چھ ماہ
گذرنے سے قبل ہی آپ کو قسطنطنیہ کی مجلس معارف (سررشتہ تعلیم) کا
رکن منتخب کر دیا گیا جس مین آپ نے نہایت پامردی استقامت اور
شان کے ساتھ اپنے فرائض انجام دئے اور اپنے مفید مشورہ سے
سررشتہ تعلیم قسطنطنیہ کو بہت کچھ فائدہ پہونچایا - آخر مین سید جمال الدین
افغانی نے کوشش کی کہ دولت عثمانیہ مین تعلیم عام کر دی جائے - لیکن
افسوس ہے کہ آپ کی اس مہتم بالشان اور مفید عام رائے سے اکثر اراکین
سررشتہ تعلیم نے اتفاق نہین کیا - بالخصوص شیخ الاسلام صاحب نے تعلیم
کے عام کئے جانے کی مخالفت کی کیونکہ وہ تعلیم کے عام ہونے مین نقصان تصور
کرتے تھے - سید صاحب کے علم و فضل اور آزاد خیالی کا ہر شخص معترف تھا
اور ہر فرد کے دل مین آپ کی بہت کچھ قدر و منزلت بڑھتی جاتی تھی -
ماہ رمضان ۱۲۸۷ھ (۱۸۷۰ء) مین سکرٹری دار الفنون قسطنطنیہ نے
سید صاحب ممدوح سے خواہش کی کہ وہ قوم و ملک کو صنعت و حرفت کیطرف
متوجہ کرنے کے لئے ایک مہتم بالشان خطبہ (لیکچر) دار الفنون کی خاص
عمارت مین دین مگر سید صاحب نے اس خواہش کو قبول فرمانے مین یہ عذر
کیا کہ چونکہ مین زبان ترکی مین اسقدر پوری مہارت نہین رکھتا کہ اوس
مین اہل زبان احباب کے سامنے کامیابی کے ساتھ تقریر کر سکون بالآخر
بے انتہا اصرار کے بعد سید صاحب نے سکرٹری دار الفنون کی خواہش کو منظور
فرما لیا - اور وقت مقررہ سے قبل ہی ایک اہم تقریر ترکی زبان مین تحریر فرمالی
چونکہ سید صاحب کے اس لیکچر کی اطلاع قسطنطنیہ کے ہر طبقہ مین ہوگئی تھی اور

ہر علمی و صنعتی دلچسپی رکہنے والا شخص سید صاحب کے خیالات سننے کا مشتاق تہا اس لئے جلسہ گاہ مین وقت مقررہ سے قبل ہی کثیر التعداد اصحاب جمع ہو گئے جن مین علماء، فضلاء، ادباء، شعراء، اڈیٹران اخبارات بڑے بڑے عہدہ داران حکومت اور وزراء دولت عثمانیہ شامل تہے۔ چنانچہ علامہ سید جمال الدین ممبر پر تشریف لائے اور نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتہہ لیکچر دیا جس سے سامعین متحیر ہو گئے اور آپکی تقریر کے ہر ہر جملہ سے اتفاق ظاہر کرنے کے لئے نعرہائے مرحبا و احسنت بلند ہو گئے۔ بالآخر آپ کا یہ لیکچر خیر و خوبی کے ساتہہ اختتام کو پہنچا۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض علماء قسطنطنیہ بالخصوص شیخ الاسلام آستانہ نے آپکے بعض خیالات سے اختلاف کیا اور معاملہ کی نوبت اس درجہ کو پہنچی کہ شیخ الاسلام نے سید صاحب کو قسطنطنیہ سے خارج کرنے کا مشورہ باب عالی کو دیا۔ چنانچہ باب عالی سے آپکے اخراج کے لئے احکام صادر ہو گئے اور کہا گیا کہ آپ چند ماہ کے لئے قسطنطنیہ سے باہر تشریف لیجائین تاکہ یہان کے علماء مین جو اضطراب ذہنی آپ کے خلاف پیدا ہو گئی ہے رفع ہو جائے چند ماہ کے بعد اگر آپکا ارادہ قسطنطنیہ تشریف لانے کا ہو تو آپ بخوشی تشریف لا سکتے ہین۔ بالآخر سید صاحب اور اون کے رفقانے قسطنطنیہ کو چہوڑ دیا۔ اور ماہ محرم سنہ ۱۲۸۸ھ (سنہ ۱۸۷۲ء) مین آپ دوبارہ تشریف لے گئے۔

سید صاحب کی یہ تقریر جس کی بنا پر شیخ الاسلام سے آپ کا اختلاف ہوا اور پہر آپکا قسطنطنیہ سے اخراج عمل مین آیا۔ افسوس ہے کہ وہ ہمین دستیاب نہین ہوئی۔ اس لئے ہم ناظرین کی خدمت مین پیش کرنے سے قاصر ہین اور نہ یہ ظاہر کر سکتے ہین کہ شیخ الاسلام قسطنطنیہ کا اختلاف سید صاحب

بیجا تہا یا بجا بہرحال اسقدر ضرور کہا جا سکتا ہے کہ جب مجلس معارف (سررشتہ تعلیم) مین سید صاحب نے دولت عثمانیہ مین تعلیم کو عام کرنیکی تجویز پیش کی تہی اُسوقت بھی شیخ الاسلام نے اس اہم اور ضروری مسئلہ کی مخالفت کی تہی پس اس صاف مفید اور ضروری معاملہ مین شیخ الاسلام کی مخالفت کو دیکھتے ہوئے قیاس ہوتا ہے کہ دارالفنون کی تقریر پر شیخ الاسلام کا اختلاف کرنا بہی ویسا ہی بے معنی ہوگا جیسا کہ عام تعلیم کے متعلق تہا۔ ایسی حالت مین سوال ہو سکتا ہے کہ جب سید صاحب کے خیالات نہایت روشن اور قوم و ملک کے لیے مفید تھے اور ارکین دولت عثمانیہ اُن سے متفق تہے تو پہر شیخ الاسلام کے اختلاف کو اس قدر کیون تقویت دی گئی اور اون کے مشورات پر عمل کرکے دولت عثمانیہ نے سید جمال الدین افغانی کو دولت عثمانیہ سے کیون خارج کردیا۔ اس موقع پر ایک اہم معاملہ پیش نظر ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ یورپین اقوام کے بعض جرائد نگار اور دوسرے خودغرض ارباب سیاست نے ہندوستان مین یہ خیال پھیلایا ہے کہ ترکون مین اسلامیت بہت کم ہوگئی ہے اور اون مین مذہبی اقتدار و احترام بالکل نہین رہا لیکن سید جمال الدین کا شیخ الاسلام قسطنطنیہ کے اشارہ پر دولت عثمانیہ سے اخراج صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ ترک اور اونکے ذرراء باوجودیکہ وہ اونکی تعلیمات اور اونکے ارشادات کے معترف ہوگئے ہین اور اون کی قدر و منزلت و تعظیم و تکریم کرتے ہین اور اون کے خیالات سے متفق ہوتے ہین تاہم جب اون کو شیخ الاسلام کے خیال کا علم ہو جاتا ہے اور وہ محسوس کر لیتے ہین کہ شیخ الاسلام سید جمال الدین افغانی کی ذات کے قیام کو دولت عثمانیہ مین مناسب نہین سمجھتے تو وہ فوراً شیخ الاسلام کے مشورات کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہین اور فوری طور پر سید جمال جیسے جلیل القدر بزرگ کا اخراج عمل مین

آجاتا ہے پس اس واقعہ کے ہوتے ہوئے ترکون پر مذہبی جماعت کے اقتدار اور اون کے مذہبی جذبہ کی قوت کا اور کیا ثبوت چاہیئے۔

یہ درست ہی کہ سید جمال الدین افغانی کی یہ رائے کہ "دولت عثمانیہ مین تعلیم عام کردی جائے" ایک گونہ ترکی گورنمنٹ کے لئے مضر ہو کیونکہ ترکی مین وہ لوگ جو مذہبی تعلیم حاصل کرتے یا تعلیم کی تکمیل کرچکتے ہین وہ فوجی خدمت سے مستثنیٰ ہوتے ہین۔ پس بہت سے لوگ فوجی خدمت سے بری ہونے کے واسطے مذہبی تعلیم حاصل کرتے اور فوجی خدمت سے مستثنیٰ ہوجاتے جس سے دولت عثمانیہ کے فوجی سلسلہ کو مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑتا۔ اس لئے شیخ الاسلام کی رائے بالکل صائب کہی جاسکتی ہے لیکن اگر تعلیم کو عام کرنے کے ساتھ طرز تعلیم اس قسم کا رائج کیا جائے جس سے قوم وملک مین جذبہ وطنی وملی وملکی ایسا پیدا ہو جو خود انہین قوم وملک پر جان ومال نثار کرنے پر آمادہ وطیار کردے تو سید جمال الدین کی رائے شیخ الاسلام کے خیال سے زیادہ ملک مین بہتر سے بہتر فدا کار مہیا ہو سکتی تھی"۔ تاہم ترکان نے مذہبی پیشوا شیخ الاسلام کی رائے پر کاربند ہوکر سید جمال الدین کو اپنے ملک سے خارج کردیئے ہین۔

سید جمال الدین مصر مین

گو سید جمال الدین مصر مین اس سے قبل بھی تشریف لا چکے تھے لیکن انہون نے اپنے سابقہ قیام مین مصر کی پوری پوری سیاحت نہین فرمائی تھی کیونکہ اس مرتبہ قسطنطنیہ سے چلکر اونہون نے مختصر طور پر مصر مین سیاحت کے لیئے کچھ دن قیام فرمایا تاکہ وہ مصر کے مخصوص مناظر اور خاص خاص مقامات کو ملاحظہ فرمائین اور جلد ہی جابجا ان باتون سے فراغت پاکر کسی دوسری جگہ قیام فرمائین لیکن حسن اتفاق سے سید صاحب کی ملاقات شعرا حسن پاشا سے ہوگئی

جو سید صاحب کے علم وفضل کے بہت کچھہ گرویدہ ہوگئے۔ اور کوشش کرکے اُنہوں نے حکومت مصر کی طرف سے رہنے کے لیے ایک خاص مکان دلوا دیا اور ایک ہزار قرش مصری (۱۵۲ روپیہ) ماہانہ بطور وظیفہ مقرر کرا دئے جس کے بعد سید جمال الدین مصر مین مقیم ہوگئے۔ جب طلبار مصر کو آپ کے قیام مصر کا حال معلوم ہوا تو وہ اُن کی طرف متوجہ ہوئے اور خواہش کی کہ سید صاحب اُنہیں تعلیم دین چنانچہ آپ نے طلبار کی خواہش منظور فرمالی اور علم کلام، حکمت، فلسفہ، ہیئت، تصوف، اصول فقہ وغیرہ کی اعلیٰ کتب کے اسباق دئے۔ یہ سلسلہ درس وتدریس آپنے اپنی قیام گاہ ہی پر رکہا تہا۔ تمام طالب علم آپ سے خوش تھے اور آپ کے علم وفضل پر تعجب کا اظہار کرتے تھے تہوڑے ہی عرصہ مین آپ کے قیام گاہ پر طلبار کا اس قدر اجتماع ہوگیا کہ گویا سید صاحب کا مکان ایک اعلیٰ درس گاہ ہے ان طلبار نے آپ کے علم وفضل کی توصیف وتعریف کو تمام اطراف مصر مین پھیلا دیا جس کی وجہ سے ہر حصۂ ملک سے طلبار کے اجتماع مین ہمیشہ اضافہ ہی ہوتا گیا۔ سید صاحب نے اپنے شاگردون کو تحریر وتقریر کی طرف بہی متوجہ کیا تہا اور یہ واقعہ ہے کہ مصر مین یہ سلسلہ سید صاحب ہی کی کوششون سے کامیاب ہوا۔ لیکن افسوس ہی کہ سید صاحب کی طرف علمی دلچسپی رکھنے والے اصحاب کی رجوعات دیکھہ کر لوگون نے حسد کرنا شروع کردیا اور طرح طرح کے اتہام لگانے لگے خصوصیت کے ساتھہ ان حاسدون کا اتہام سید صاحب کے فلسفہ کی تعلیم پر تہا اور وہ عوام مین اون کے خلاف زہر پاشی کرتے رہتے تہے مگر ان حاسدون کی مخالفت نے کچھہ اثر نہین کیا اور سب لوگ آپ کی قدر ومنزلت کرتے اور آپ کے علم وفضل کا اعتراف کرتے تہے۔

سید جمال الدین افغانی ایک روشن خیال اور حریت پسند مذہبی بزرگ تہے۔ اور قدرتی طور پر آپ کی طبیعت کا میلان پالٹکس (سیاست) کی طرف تہا

پس انہون نے مصری سیاست مین خاص دلچسپی لینا شروع کردی آپ کا خیال تہا کہ مصر مین اجنبی مداخلت ہونی چاہیے اور اون کے نزدیک ضرورت ہتی کہ مصر کے حالات مین تغیر ہو کہا جاتا ہے کہ وہ "جمعیۃ الماسونیہ" (ایک خفیہ انجمن) کے ممبر بھی ہوگئے تہے اور اوس مین اس قدر دلچسپی لی کہ اوس کے عہدہ دار بنادیئے گئے۔ سید صاحب نے ایک عظیم الشان جلسہ بہ زیر نگرانی فرانسیسی انجمن مشرقیہ منعقد کیا تہا جس مین اپنے تمام مریدون شاگردون، علماء اور معززین کو شریک کیا تہا جس مین آزادی مصر پر پُر جوش تقریرین کی گئین اور اوسی جلسہ مین تین سو سے زائد ممبر اس نئی انجمن کے بن گئے تہے سید صاحب کے متعلق یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ انگریزی گورنمنٹ کو پسند نہین کرتے تہے۔ اس خصوص مین مختلف مواقع پر سید صاحب نے طویل مضامین بھی تحریر فرمائے جو اخبارات مین شائع ہوئے اور پہر اون کے تراجم انگریزی اخبارات نے اپنے کالمون مین شائع کیئے جن کو بہت کچہہ اہمیت دی گئی بہت سے لوگون نے اون کے جوابات لکھے۔ حتی کہ مسٹر گلیڈ سٹون کو بھی اس سلسلہ مین خامہ فرسائی کی تکلیف برداشت کرنی پڑی ہتی جب مصر مین سید جمال الدین کی انجمن اور اون کی جد و جہد کا سلسلہ طویل ہونے لگا تو انگریزی قنصل کو انتشار پیدا ہوا جس کے بعد اوس نے برطانوی گورنمنٹ کو اطلاع دی اور بالآخر توفیق پاشا خدیو مصر نے سید صاحب کی حدود مصر سے خارج ہونے کے احکامات صادر کردیے چنانچہ سید صاحب سنہ ۱۲۹۶ھ (سنہ ۱۸۷۹ء) مین مصر سے چلے آئے اور حیدرآباد دکن مین مقیم ہوئے جہان آپ نے ایک رسالہ دہریون کے مذہب کی تردید مین تحریر فرمایا۔

سید جمال الدین افغانی کی نظر بندی

سید جمال الدین افغانی حیدرآباد مین مقیم ہوکر تصنیف و تالیف مین مشغول ہی تھے کہ مصر مین عرابی پاشا کے جھگڑے رونما ہو گئے۔ تب گورنمنٹ ہند نے سید صاحب کو حیدرآباد سے بلا کر کلکتہ مین نظر بند کر دیا اور جب مصری معاملات طے ہو گئے تب اون کو آزادی دی گئی کہ اب وہ جہان کہین جانا چاہین چلے جا سکتے ہین۔ چنانچہ آپ نے یورپ مین جانا پسند فرمایا۔ سب سے پہلے آپ لندن تشریف لے گئے اور کچھہ دنون قیام کر کے پیرس تشریف لے گئے جہان اون کے دوست شیخ محمد عبدہ مصری سے ملاقات ہوئی جنھون نے خواہش کی کہ انجمن عروۃ الوثقیٰ مصری کی طرف سے ایک اخبار اسی نام کے ساتھہ جاری کیا جائے جس کا مقصد یہ ہو کہ تمام دنیائے اسلام کو اتحاد اسلامی کی طرف دعوت دے چنانچہ اخبار عروۃ الوثقیٰ زیر ادارت باوجود دوری کے سید صاحب شائع ہوا جس کو ملک مین پسندیدہ نظرون سے دیکھا گیا۔ لیکن اس کے صرف ۸ نمبر ہی شائع ہو سکے کیونکہ اوس کی اشاعت مین سخت موانعات پیش آئے اور ہندوستان مین اوس کا داخلہ بند ہو جانے سے اور زیادہ مشکلات پیش آئین سید جمال الدین پیرس مین تین سال تک مقیم رہے اور مختلف طور پر فرانسیسی اخبارات مین آپ نے مضامین لکھے جس مین روسی انگریزی، ترکی، مصری، سیاست پر بحث کی گئی تھی جن کے تراجم انگریزی اخبارات نے نمایان طور پر شائع کیے تھے۔ اکثر اون کے مضامین فلسفیانہ بھی شائع ہوئے جن پر مشہور فیلسوف رینان سے طویل مباحثہ ہوتا رہا۔ علم اور اسلام کے عنوان کے تحت مین سید صاحب اور فیلسوف مذکور کے درمیان بذریعہ اخبارات

بہت کچھ تبادلہ خیالات رہا اور بالآخر فیلسوف مذکور کو سید صاحب کی وسعت
معلومات اور ذہانت و طباعی کا اعتراف کرنا پڑا۔ پھر آپ کو لارڈ سالسبری اور
لارڈ چرچل نے مہدی علیہ السلام کے ظہور وغیرہ کے مسئلہ پر گفتگو کرنے کے لئے لندن
مین مدعو کیا جسے آپ نے منظور فرمایا اور لندن مین ان لوگون سے گفتگو کر کے
پیرس تشریف لے آئے جہان کے لوگ آپکی انتہائی عزت کرتے تھے۔

سید جمال الدین افغانی ایران مین

پیرس مین قیام کئے ہوئے سید جمال الدین افغانی کو تین چار سال
گذر چکے تھے جہان ہر قسم کی علمی، سیاسی اور تمدنی دلچسپیون سے محظوظ
ہو کر سید صاحب نے ارادہ کیا کہ اب نجد کی سیر و سیاحت کرنی چاہیے۔ چنانچہ
آپ نے اپنے اس نئے سفر کا تذکرہ دوستون سے کیا شدہ شدہ اوس کی اطلاع
شاہ ایران ناصر الدین شاہ مرحوم کو ہو گئی جنہون نے بذریعہ تار سید صاحب
سے خواہش کی وہ طہران تشریف لائین جس کے بعد سید جمال الدین افغانی
اصفہان تشریف لے گئے جہان کے امیر نے نہایت تزک و احتشام کیساتھ
استقبال کیا بالآخر آپ طہران پہنچے شاہ ایران نے آپ سے ملاقات فرمائی
اور آپ کے علم و فضل کا اعتراف کیا اور اپنے دوست احباب ندمائے سلطنت
اور خاندان شاہی مین آپ کی بہت کچھ تعریف و توصیف کی۔ اور آپ کو وزیر
خارجہ ایران مقرر کر دیا اور خیال تھا کہ تھوڑی مدت کے بعد ہی آپ کو صدر اعظم
ایران کے عہدہ پر فائز کر دیا جائے گا۔

سید جمال الدین افغانی اقوام عالم کے اخلاق اور تمام سلطنتون کی تاریخ
اور اون کے سیاسی حالات کے بہت بڑے ماہر تھے اور تمام حکومتون کے اندرونی

دبیرونی کیفیات کا خاص طور پر مطالعہ کرچکے تہے اس لئے اونہون نے اپنے فرائض کو نہایت عمدگی کے ساتہہ انجام دیا۔ ایران مین آپ کے حسن اخلاق علم اور فضل کی اس قدر شہرت ہوئی کہ عوام وخواص علما وفضلا رؤسا اور مشہور لوگ آپ کی صحبت مین شریک ہونا اپنے لئے فخر ومباہات سمجہنے لگے۔ اور ہر شخص سید صاحب کی صحبت مین شریک ہوکر آپ کے ارشادات سننے کے لئے دوسرے سے سبقت حاصل کرنے کے وسائل تلاش کرتا تہا۔ ایران کے عوام و خواص کی ایسی رجوعات کو جو روز بروز سید صاحب کی طرف بڑہتی جاتی تہی۔ شاہ ایران ناصر الدین نے شک وشبہ کی نظرون سے دیکہا۔ اور وہ اپنے خطرات محسوس کرنے لگا اور اس کو خیال ہوا کہ کہین میری سطوت شاہی کو کسی قسم کا صدمہ نہ پہنچے۔ چنانچہ اس سے بعض ایسی باتین ظہور مین آئین جن سے سید صاحب نے اپنی طرف سے شاہ ایران کو بد دل سمجہا اور بالآخر سید صاحب نے شاہ ایران سے تبدیل آب وہوا کی غرض سے کچہہ دنون کے لئے ایران سے باہر جانے کی خواہش کی شاہ ایران نے منظور کرلیا اور پہر آپ ایران سے ماسکو (سابق پایہ تخت روس) چلے گئے جہان کے لوگون نے آپکی عظیم الشان شہرت کی وجہ سے بڑی قدر ومنزلت کی۔ پہر آپ ماسکو سے سینٹ پیٹرس برگ (دار السلطنتہ روس) تشریف لے لئے اور وہان کے مشہور سیاسی لیڈرون علماء وفضلا سے ملاقات فرمائی اور روس کے بڑے بڑے اخبارات مین افغانستان ایران ترکی، روس اور انگلستان کی پالیٹکس پر معرکۃ الآرا مضامین شائع کئے جن مین نہایت وضاحت اور عمدگی کے ساتہہ اپنے خیالات کو سید صاحب نے ظاہر فرمایا تہا۔

پیرس کی نمایش

اس دوران مین جبکہ سید جمال الدین افغانی روس کی سیر و سیاحت مین
معروف تھے پیرس مین ایک عظیم الشان نمایش ۱۸۸۹ء مین ہوئی جس مین
آپ بھی تشریف لے گئے وہان سے واپسی پر بمقام مونیخ (دار السلطنت
بویریا) مین ناصر الدین شاہ ایران سے ملاقات ہوئی۔ شاہ موصوف نے
سید صاحب سے خواہش کی کہ آپ میرے ہمراہ ایران تشریف لے چلین
چنانچہ آپ نے شاہ ایران کی خواہش منظور فرمالی اور آپ پھر ایران تشریف
لے گئے۔ آپ کے طہران پہنچتے ہی لوگون کا اجتماع پہلے سے زیادہ ہونے لگا
اور لوگ آپکے علم و فضل سے فیضیاب ہونے لگے۔ ناصر الدین شاہ آپ کی
قدر و منزلت پہلے سے بہت زیادہ کرنے لگا کیونکہ سید صاحب کے متعلق جو
شکوک غلط طور پر اوس کے دل مین پیدا ہو گئے تھے یورپ کے سفر سے سب
رفع ہو گئے روزانہ اپنے پاس سید صاحب کو ملاقات کے لیے بلاتا اور بہت سی
مہمات ملکی مین آپ سے مشورہ لیتا اور اون پر کاربند ہوتا یہان تک کہ سید جمال
اوس کو جو مشورات قوانین سلطنت کے نئے بھی دیتے اون کو منظور کر لیتا لیکن
افسوس ہے کہ سید صاحب کا یہ اعزاز اور امور حکومت مین یہ اثر دیگر ارباب سلطنت
بالخصوص صدر اعظم کو نہ بھایا۔ یہ لوگ شاہ موصوف کے ہمیشہ کان بھرتے رہتے
اور بتلاتے تھے کہ فلان فلان اصلاحات ملکی جو بمشورہ جمال الدین کی گئی ہین وہ
نامناسب ہین اور ملک اون کی برداشت کا اہل نہین ہے اور اون سے شاہی تمام
واثر کو آنے والے زمانہ مین نقصان پہنچے گا۔ بالآخر ارباب حکومت کی یہ کوششین
رنگ لائین اور ناصر الدین کے خیالات مین سید جمال کی طرف سے کچھ تبدیلی پیدا

ہونے لگی سید صاحب نے یہ رنگ دیکھ کر ناصرالدین سے خواہش کی
کہ وہ بمقام شاہ عبدالعظیم مین بوجہ اپنی علالت کے تبدیل آب وہوا کی غرض
سے قیام کرینگے۔ یہ مقام طہران سے ۲۰ کیلومیٹر (۱۲½ میل) پر واقع ہے
ناصرالدین شاہ نے سید صاحب کو وہان قیام کرنے کی اجازت دیدی چنانچہ
آپ وہان تشریف لے گئے چونکہ سید صاحب سے عوام وخواص کو ایک خاص
عقیدت ہوگئی تھی اس لیے بہت سے لوگ جن مین علمار و فضلار اور ایران
کے پولیٹکل لیڈر شامل تھے آپ کے ہمراہ شاہ عبدالعظیم مین چلے گئے۔
جہان سید صاحب بذریعہ تقریرون کے ان اشخاص کو ایران کی اصلاح کے
لیے برانگیختہ کرتے آپکو شاہ عبدالعظیم مین قیام کیے ہوئے آٹھ ماہ ہی گزرے
تھے کہ آپکے خیالات کی اشاعت ملک مین عام طور پر ہونے لگی اور ایران
مین ہر شخص کا دماغ اصلاح ملکی کے جذبات سے لبریز ہوگیا۔ صدر اعظم ایران
اور اون کے گروہ کو اس موقع سے فائدہ اوٹھانے کا بہترین ذریعہ
ہاتھ آیا اور وہ ناصرالدین شاہ کو سید صاحب کے خلاف اوبھارنے لگے
حتیٰ کہ ناصرالدین سید صاحب سے خائف ہوگیا اور اوس نے پانچسو سپاہی
سید صاحب کے گرفتار کرنے کے لیے شاہ عبدالعظیم کو روانہ کردیے جنہون
نے سید جمال الدین کو گرفتار کرلیا۔ سید صاحب پہلے سے علیل تھے مگر ان
فوجی آدمیون نے آپ کی علالت کا کچھ خیال نہین کیا اور اون کو بستر علالت
سے اوٹھا کر حدود دولت عثمانیہ مین داخل کردیا۔ حدود ایران سے خارج
ہوتے وقت اپنی علالت کی وجہ سے سید صاحب کو بہت تکلیف ہوئی جس سے
آپکے مریدون اور معتقدون مین بہت کچھ جوش پیدا ہوا اور ارباب حکومت
ایران اندیشہ کرتے تھے کہ سید صاحب کے کسی پرجوش مرید کے ہاتھ سے ناصرالدین

شاہ کو جانی صدمہ نہ پہنچ جائے۔

سید جمال الدین بصرہ میں

ایران سے اس طرح خارج البلد ہونے کے بعد سید جمال الدین بصرہ میں تشریف لے آئے جہاں آپ نے کچھ دنوں قیام کیا بفضل ایزدی آپ کی صحت یہاں رو باصلاح ہو گئی۔ اور بالآخر جب آپ پورے طور پر تندرست ہو گئے تب آپ نے انگلستان جانے کا ارادہ کر دیا کیونکہ آپ اسکے سے قبل کئی مرتبہ انگلستان میں قیام فرما چکے تھے اور انگلستان کے معززین اہل علم اصحاب نے گرمجوشی کے ساتھ خیر مقدم کیا تھا اور وہ اون کا اعزاز و احترام کرتے تھے مگر اس مرتبہ اہالیان لندن نے آپ کی بہت کچھ عزت و توقیر کی۔ اون کو اپنی علمی و سیاسی جلسوں میں مدعو کیا اور خواہش کی کہ وہ اپنے خیالات سے ہم کو مستفیض فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے متعدد بار انگریزی مجمعوں میں تقریریں فرمائیں مگر اون کا بیشتر حصہ ایرانی سیاست پر ہوتا تھا۔ اور ناصر الدین شاہ کے حالات اور اوس کے طرز حکومت کا تذکرہ ہوتا تھا۔

سید جمال الدین افغانی انہیں کوششوں میں مصروف تھے کہ مابین ہمایونی سلطان ٹرکی کے مخصوص دفتر کے لوگوں نے بذریعہ رستم پاشا سفیر ٹرکی متعینہ لندن ایک خط سید صاحب کے نام روانہ کیا جس میں حسب الارشاد سلطان ٹرکی اون کو قسطنطنیہ میں آنے کی دعوت دی گئی تھی لیکن سید صاحب نے قسطنطنیہ تشریف لیجانے سے باین عذر انکار کر دیا کہ "میں آجکل اپنے ملک ایران کی اصلاحی کوششوں میں مشغول ہوں اور یہ کام مجھے اسقدر مہلت نہیں دیتا کہ قسطنطنیہ آسکوں۔ مگر سلطان ٹرکی نے ایک اور خط ارسال کیا جسپر انہوں نے

مجبوری قسطنطنیه آنا منظور فرمالیا اور بذریعه تار مطلع کردیا که مین حضرت سلطان المعظم کی باریابی حاصل کرکے فوراً واپس چلا آؤن گا۔ چنانچه آپ ۱۸۹۲ء مین قسطنطنیه تشریف لے گئے قسطنطنیه کے معززین علماء فضلاء و رؤسا و وزراء اور پولیٹکل لیڈر وغیرہ آپ سے ملنے کے لئے تشریف لائے بعد ازان آپ نے سلطان المعظم سے باریابی حاصل کی اور آپ کا بہت اعزاز و احترام ہوا۔ ان الطاف خسروانه کو دیکھه کر سید جمال الدین افغانی نے قسطنطنیه مین قیام کا ارادہ کرلیا اور چند سال تک علمی و سیاسی مشاغل مین اپنا وقت گذارا که ناگاه ۱۸۹۶ء مین سرطان نے اون کے منه پر حمله کیا اور پهر یه زخم گردن کی طرف بڑہ گیا بالآخر ۹۔ مارچ ۱۸۹۷ء مین سید جمال افغانی نے اسی مرض سرطان مین بمقام قسطنطنیه انتقال فرمایا۔ آپ کا جنازہ نہایت تزک و احتشام کے ساتھه اوٹھایا گیا قسطنطنیه کے عوام و خواص جنازہ کے ہمراہ تھے آپ کا جسد مبارک "شیخلر مزارلغی" کے قبرستان مین دفن کیا گیا۔ یه قبرستان ابوالاحرار رحمت پاشا کے مکان واقع نیشان طاش کے قریب ہے۔

مرحوم سید جمال الدین کا حلیه

مرحوم سید جمال الدین کا رنگ گندمی اور آنکھین سیاه تھین باوجودیکه آنکھون مین کچھه کمزوری تھی کتاب کے مطالعه سے کلفت زیادہ ہوجاتی تھی مگر چشمه کا استعمال نه کرتے تھے سر کے بال بڑے رکھتے تھے جبه اور پاجامه سیاه پہنتے تھے لیکن عمامه سفید ہوتا تھا جیسا که عموماً قسطنطنیه کے علماء عمامه باندھتے ہین۔

طعام

آپ کہانا کم کہاتے تہے معمول تہا کہ دن رات مین صرف دن کو ایک مرتبہ کہانا کہاتے مگر چاء ہمیشہ پیتے تہے اور اکثر اوقات اعلیٰ درجہ کے فرانسیسی سگار استعمال کر لیا کرتے تھے۔

قیام گاہ

قسطنطنیہ کے قیام مین آپ محل نیشان طاش مین مقیم تھے جو عبداللہ السلطان نے مرحمت فرمایا تہا اور وہ تمام ضروری سامان آرایش سے آراستہ تہا ایک خاص گاڑی آپ کی سواری کے لئے سلطانی اصطبل سے مقرر تھی جس مین سوار ہوکر آپ قسطنطنیہ کے باغات اور تفریح گاہون مین تشریف لے جاتے اور جہان کہین آپ کو ملاقات کے لئے جانا ہوتا تشریف لے جاتے آپ کے ضروری اخراجات کے لئے سلطان ترکی کی طرف سے ۵۰ پونڈ عثمانی ماہوار (۱۰۲۳ روپیہ) مقرر تھے آپ بہت کم سویا کرتے تہے اور آخری ایام مین تو مرض کی وجہ سے بالکل نیند نہ آتی تہی۔

ملاقات

آپ کا علم مجلسی بہت اچھا تھا ملاقات کے وقت آپ تمامی آداب و اخلاق کا خاص لحاظ رکہتے ہر طبقہ کے لوگ آپ سے ملنے کے لئے آتے سب سے یکسان برتاؤ کرتے استقبال کے لئے آگے بڑہتے اور روانگی کے وقت مشایعت کرتے گفتگو مین معمولی الفاظ استعمال نہ کرتے بلکہ ہر شخص سے اوس کی استعداد کے موافق فصیح و بلیغ الفاظ استعمال کرتے تہے اگر کسی شخص کو ان کی گفتگو سمجھنے مین کلفت ہوتی تو وہ دوبارہ نہایت عمدگی کے ساتہ عام الفاظ مین سمجھا دیتے آپ مذاق و بے تکلفی کو پسند کرتے تہے لیکن وہ نہایت ہی

خوش طبع بزرگ تھے۔ آپکے تکلّم مین معمولی طور پر تفریح کے آثار نمایان ہو جاتے تھے دن و رات مین صرف دس اشخاص سے ملاقات کر سکتے تھے باینہمہ جب گفتگو کا سلسلہ شروع ہوتا تو ہر ملاقاتی سے صرف اہم معاملات پر گفتگو کرتے تھے

اخلاق

سید صاحب آزاد خیال، صادق القول، پاک نفس اور مستقل مزاج بزرگ تھے خداوند تعالےٰ نے آپکے اندر جرارت و ہمت کی صفاتِ حسنہ اس شان کے ساتھ ودیعت رکھی تھین کہ بڑی بڑی مشکلات کا نہایت جوانمردی سے مقابلہ کرتے تھے آپکا شجاعانہ طرزِ عمل زبان زدِ خلایق تھا اور یہ واقعہ ہی کہ اگر وہ مقتل مین بھی بیجائے گئے تو اونہون نے ایک بہادر کی طرح اپنے آپ کو ایک فداکار ثابت کیا۔ آپ دنیاوی آرام و آسایش کی بہی پروانہ کرتے تھے۔ مال و دولت کو کبھی جمع نہین کیا اور مالی مشکلات اور کم مایگی کی تکالیف سے بددل نہوئے، مرحوم ادیب محمد اسحاق صاحب فرماتے ہین کہ جب سید جمال الدین افغانی مصر سے بحکم حکومت خارج کیے گئے ہین سویز پونچکر آپکی جیب بالکل خالی تھی اوسوقت سید نقادی قونصل ایران مع چند ایرانی تاجران کے سید صاحب سے ملاقات کیلئے آئے ان سبنے ایک کافی رقم بطور تحفہ یا قرض حسنہ کے سید صاحب کی خدمت مین پیش کی لیکن سید صاحب نے نہایت سیر چشمی کے ساتھ اوسکو لوٹا دیا اور فرمایا کہ ”آپ لوگ ہی مال کو جمع کیجیئے کیونکہ آپ دلی طور پر زیادہ حاجتمند ہین شیر جہان کہین بھی جاتا ہے وہ شکار کو پا ہی لیتا ہے“ سید صاحب خود ایک جذبات وطنی اور جوش سیاسی سے لبریز دل رکھتے تھے اور اون کی خواہش تھی کہ اسلامیون مین عروج حاصل کرنے کے خیالات پیدا ہو جائین اور وہ برسرِ عمل بھی ہونے لگے پس جو شخص بھی

آپ سے ملاقات کیلیئے آتا تھا اوس سے انتہائی اخلاق کے ساتھ گفتگو فرماتے جو تمامتر عروج اسلامی سے متعلق ہوتی ہتی اور جب ملاقاتی روانہ ہوتا تو اوسکا دل و دماغ حصول عروج کے خیالات مین منہمک ہی رہتا تہا اور وہ اپنی جان جہد کو اسی فکر مین لگا دینا فرض سمجھتا اور عمل کرتا - لیکن ان تمام خوبیون کے باوجود کہا جاتا ہی کہ سید صاحب کے مزاج مین سختی بہی تہی جو ایک غیور و خود دار آدمی مین ہونا لازمی ہی کہا جاتا ہی کہ اسیوجہ سے سید صاحب کو بہت سی مشکلات برداشت کرنا پڑی تہین -

عقل

آپ بہترین دماغ رکہنے والی ہستی کے فہم و ذکا مین آپ کو خاص شہرت حاصل تھی - آپ اپنی عقل کی تیزی سے نہایت دقیق مسائل کو فوری طور پر حل کر لیا کر لیتے تہے اور معاملات جن پر پوشیدگی کے پردے ڈالدیے جاتے تھے اونکو آپ آسانی کے ساتھ معلوم کر لیتے تہے - عقلی مسائل پر آپکی دلائل نہایت قوی اور مضبوط ہوتی تہین - آپکے مصاحبین کے لیئے یہ بالکل عجیب بات تہی اسلیئے وہ سب کسی مسئلہ پر بحث کرتے اور آپکے جامع و مانع دلائل سے مطمئن ہو جاتے آپ کا حافظہ بھی بہت اچھا تہا یہ امر قابل ذکر ہے کہ آپ نے فرانسیسی زبان کو تین ماہ کی اندر بغیر کسی اوستاد کی مدد کے اسقدر سیکہ لیا تہا کہ اوسکا ترجمہ نہایت آسانی کے ساتھ کر لیتے تہے گو اپنا "فرانسیسی حروف تہجی کو صرف دو دن مین ایک فرانسیسی دوست سے سیکہا تہا -

علوم

سید صاحب ایک وسیع معلومات رکہنے والے فاضل تھو علوم عقلیہ اور نقلیہ بالخصوص فلسفہ قدیم اور فلسفہ تاریخ اسلام تمدن اسلام تمام احوالات اسلامی مین

آپکو کامل دستگاہ تھی۔ آپ افغانی فارسی عربی، ترکی اور فرانسیسی زبانین بہت عمدگی کے ساتھہ جانتے تھے اور انگریزی و روسی زبانون سے بھی آپکو واقفیت تھی۔ آپ کتب کا مطالعہ بہت کیا کرتے تھے کہا جا سکتا ہی کہ اقوام عالم کے آداب اور اون کے اخلاق کی تمام کتابون مین سے ایک کتاب بھی ایسی نہین تہی جو آپکی مطالعہ سے نہ گذری ہو۔ یون تو آپ ہر زبان کی کتابون کا مطالعہ کرتے ہی تھی مگر عربی اور فارسی کتابون سے آپ کو زیادہ دلچسپی تھی۔

مقصدِ حیات

آپکے تمام خیالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکا مقصد زندگی آپکے تمام افعال و اعمال کی غرض و غایت صرف یہ تہی کہ اعلاء کلمۃ الحق اور توحید کلمہ اسلام ہو۔ اور دنیا کے مسلمانون کے متفرق طبقون گروہون اور جماعتون کو ایک مرکز پر لاکر ایک واحد اسلامی سلطنت یعنی خلافت عظمی دولت عثمانیہ سے وابستہ کر دیا جائے تاکہ اتحاد اسلامی سے دنیائے اسلام کی مشکلات رفع ہو جائین اور مخالفینِ اسلام کو اوس کے مٹانیکی ہمت نہو سکے۔ آپ نے اپنی اس مقصد کے حصول کے لئے بہت کچھہ جد و جہد کی اور اسی فکر مین غلطان و پیچان رہ کر تمام دیگر دنیاوی معاملات سے علیحدگی رکھی حتی کہ شادی بھی نہ کی اور نہ کسی کاروبار مین مشغول ہوئے۔ با اینہمہ اونہون نے جسکام کا ارادہ کر لیا اوسے پورا کیا۔ افسوس ہے کہ آپکی تصنیف کردہ کتابین یا تو ضائع ہو گئین یا تدوین نہ کی جا سکین صرف ایک رسالہ جو آپ نے دہریون کے خیالات کی تردید مین لکھا تھا یا دو ایک رسالے جو آپ نے مختلف مسائل پر لکھے تھی مخصوص کتب خانون مین مل سکتے ہین تاہم اون کے دوست احباب شاگردون اور مریدون نے آپکی

صحبت مین رہ کر اپنے اندر ایک ایسی روح پیدا کرلی تھی جس سے اون کی ہمتین بلند اور ارادے وسیع ہو گئے تھے جس کے بہترین اثرات مشرق مین رونما ہوئے اور ہور ہے ہین اور یقینی ہے کہ اوس سے مشرق بہت کچھ فائدہ اوٹھائیگا۔

اتحاد اسلامی

کل مومن اخوۃ کی تعلیم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی تھی جب تک مسلمانون نے آپسمین ایک دوسرے نے بہائی بہائی سمجھا خواہ وہ ایران کا رہنے والا ہو یا افغانستان کا ترکی کا باشندہ ہو یا چین کا اوسوقت تک مسلمانون کی حالت درست رہی اور جب مسلمانون نے اتحاد اسلامی سے منہ موڑا اور آپسمین تفریق پیدا کرلی تب ہی سے اون کی ہوا خیزی ہو گئی اور اعدا ء اسلام نے اون پر قابو پالیا۔ مسلمانون کے اس مرض کو سید صاحب نے خوب سمجھ لیا تہا اور اس لئے اونہون نے مسلمانون کو ایک مرکز اسلامی پر لانیکی جدوجہد مین اپنی تمام عمر صرف کر دی اور اونہی کا یہ پودا لگایا ہوا ہے جو تمام مشرق مین سرسبز ہوتا ہوا نظر آرہا ہے اور کیا بعید ہے کہ اس قدر مصائب برداشت کرنے کے بعد مسلمان متحد و متفق ہو کر اپنی گئی ہوئی عظمت و حشمت کو حاصل کرنے مین کامیاب ہو جائین۔ سید جمال الدین افغانی اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے لیکن اون کی تعلیمات اب بہی زندہ ہین اور مسلمانون کی رہنمائی کر رہی ہین۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تہا

تمام شد

